17

مومن کو ہمیشہ اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر رکھنی چاہیے

(فرمودہ 16 جولائی 1954ء بمقام ناصر آباد سندھ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں زبان دی ہے وہاں اسے ہاتھ پاؤں بھی دیئے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ زبان تو استعمال کرتے ہیں لیکن ہاتھ پاؤں کم استعمال کرتے ہیں حالانکہ زبان کی بات پر کم اعتبار کیا جا سکتا ہے اور ہاتھ پاؤں کے کام پر زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے۔ زبان ایسی چیز ہے کہ بڑے سے بڑا جھوٹ بھی بول سکتی ہے۔ آخر مسیلمہ کذّاب کو جو ہم کذّاب کہتے ہیں تو زبان کی وجہ سے ہی۔ یا اَور انبیاء کے جو دشمن تھے اُن کو اگر ہم بُرا کہتے ہیں تو اُن کے متکبرانہ دعووں، اُن کی تعلیموں اور اُن کی راستی اور ہدایت سے دوری کی وجہ سے ہی بُرا کہتے ہیں۔ پھر انسان کے اندر بات کو چھپانے کا ایسا مادہ رکھا گیا ہے کہ ہزاروں آدمی باتیں کرتے ہیں لیکن ہم پہچان نہیں سکتے کہ وہی اُن کا عقیدہ ہے یا اُن کا کوئی اَور عقیدہ ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ منافق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ آ کر کہتے تھے کہ خدا کی قسم! تُو اللہ کا رسول ہے۔ بات ٹھیک تھی۔ آپ واقع میں اللہ تعالیٰ کے رسول تھے مگر بجائے اِس کے کہ خدا اُن کی تعریف کرتا اور کہتا کہ یہ لوگ بڑے اچھے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ تُو اللہ کا رسول ہے مگر منافق

جھوٹ بول رہے ہیں۔1 اب بات انہوں نے سچ کہی تھی مگر پھر انہیں جھوٹا کیوں کہا؟ اس لیے کہ زبان نے تو سچ کہا تھا مگر اُن کا دل اس عقیدہ کو جھٹلاتا تھا۔ پس چونکہ اُن کا دل اِس کو جھٹلاتا تھا اس لیے چاہے وہ سچا کلمہ کہہ رہے تھے خداتعالیٰ نے اُن کی مذمت کی اور اُن کے جھوٹ کو ظاہر کر دیا تو خالی زبان کی باتیں کافی نہیں ہوتیں۔ انسان کو ہمیشہ اپنے عمل اور اپنے کردار سے اپنی خوبی لوگوں پر ظاہر کرنی چاہیے۔ ہم نے دیکھا ہے بیسیوں آدمی مخلصانہ باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن وقت پر اُن کی دھوکا بازی اور غداری ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے متعلق بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اندر اخلاص نہیں لیکن مشکلات کے وقت وہ قربانی کر جاتے ہیں۔ پس مومن کو ہمیشہ اپنے اعمال کی درستی کی فکر کرنی چاہیے۔

ظاہر اعمال میں عبادتیں اور نمازیں ہیں جو پانچ وقت بندوں کی خداتعالیٰ سے ملاقات کرواتی ہیں مگر کتنے ہیں جو نمازوں کے پابند ہیں؟ پہلے یہ کہا جاتا تھا کہ سَو فیصدی احمدی نماز کے پابند ہیں مگر اب ہم نہیں کہہ سکتے کہ سَو فیصدی احمدی نمازوں کے پابند ہیں۔ مسلمان تو خیر تیرہ سَو سال کے بعد بڈھے ہوئے تھے افسوس ہے کہ بعض احمدی پچاس ساٹھ سال میں ہی کمزور ہو گئے ہیں۔ تیرہ سَو سال تک مسلمانوں نے یہ بات نبھائی۔ وہ کہتے تھے کہ نماز پڑھو اور خود بھی نماز پڑھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ زکوٰۃ دو اور خود بھی زکوٰۃ دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ حج کرو اور خود بھی حج کرتے تھے۔ اب تیرہ سَو سال کے بعد ان میں ضُعف اور کمزوری پیدا ہو گئی ہے اور انہوں نے کہنا تو شروع کیا کہ نماز پڑھو مگر نماز پڑھنے کا شوق ان میں نہیں رہا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ زکوٰۃ دو اور خود زکوٰۃ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ حج کرو مگر اکثر مسلمان استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتے۔ لیکن بعض احمدیوں میں تو ابھی سے کمزوری کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ تم اِسے زمانہ کا اثر کہہ لو، یورپ کا اثر کہہ لو، دنیاداری کا اثر کہہ لو، بہرحال جس طرح وہ اپنے ماحول کے اثر کے نیچے تھے اسی طرح ہم اپنے ماحول کے اثر کے نیچے ہیں لیکن ہم میں کمزوری اُن سے زیادہ جلدی آ گئی ہے۔ ہماری مثال تو ایسی ہی ہے جیسے کوئی تیرہ چودہ سال کا ہو اور وہ کُبڑا ہو جائے۔ ایسے شخص کو دیکھ کر سب کو رحم ہی آئے گا کہ ابھی تو اس نے جوانی بھی نہیں دیکھی اور یہ پہلے ہی کُبڑا ہو گیا ہے۔

پھر عبادتوں کے علاوہ ایسے اخلاقی کام بھی ضروری ہیں جن میں اپنی اور دوسروں کی اصلاح شامل ہو۔ مثلاً ظلم نہیں کرنا، فساد نہیں کرنا، دھوکے بازی نہیں کرنی، چوری نہیں کرنی، ڈاکہ نہیں ڈالنا، لوگوں کا دل نہیں دُکھانا۔ اگر کوئی شخص ان باتوں پر عمل کرتا ہے تو سب لوگ کہتے ہیں کہ فلاں بڑا نیک ہے۔ اور اگر عمل نہ کرتا ہو تو سب اس کی مذمت کرتے ہیں اور اگر کوئی بڑا آدمی ہو جس کے منہ پر لوگ اُس کی مذمت نہ کرسکیں تو پیٹھ پیچھے اس کی ضرور بُرائی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں بُرا آدمی ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ مہاجروں پر بڑا ظلم کیا جاتا ہے اور ان کے حقوق کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ اُٹھ کر چلا گیا تو ایک شخص نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ جھوٹا انسان ہے۔ اب اُسے سامنے تو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی لیکن اِدھر اُس نے پیٹھ پھیری اور اُدھر دوسرے شخص نے بتایا کہ یہ خود بڑا گندہ اور جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ تو منہ سے اگر کوئی کہتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو کہنے والے کہتے اور محسوس کرنے والے محسوس کرتے ہیں کہ وہ فریب کر رہا ہے۔

پس مومن کو چاہیے کہ اپنی زندگی اپنے قول کے مطابق بنائے۔ آخر ہر انسان نے اس دنیا میں رہنا ہے اور ہر انسان نے ایک دن مرنا ہے۔ خواہ کوئی تن آسانی کے ساتھ رہے خواہ تکلیف میں اپنی زندگی کے ایام کاٹے اور خواہ کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ انسان نے مر کر مٹی ہو جانا ہے اور خواہ وہ یہ سمجھے کہ مرنے کے بعد انسان جنت یا دوزخ میں جاتا ہے بہرحال یہ تو کوئی شخص ایک منٹ کے لیے بھی خیال نہیں کرسکتا کہ مرنے کے بعد اُس کے ساتھ کچھ نہیں ہو گا۔ جو شخص کھاتا پیتا، لڑتا جھگڑتا، اچھے کام کرتا یا بُرے کام کرتا ہے وہ اتنا تو سمجھتا ہے کہ سانس رُکنے کے بعد کچھ نہ کچھ کیفیت ضرور پیدا ہو گی۔ خواہ یہ مان لو کہ انسان مر کر مٹی ہو جاتا ہے اور خواہ یہ مان لو کہ وہ جنت یا دوزخ میں جاتا ہے۔ بہرحال کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ پس انسان کو سوچنا چاہیے کہ جب مرنے کے بعد کچھ نہ کچھ ضرور ہونا ہے تو اگر وہ بُرے اعمال کرتا رہا تو اس آئندہ آنے والی زندگی میں اس پر کیا گزرے گی۔ اور اگر وہ کسی زندگی کا قائل نہیں تب بھی اسے سمجھ لینا چاہیے کہ فائدہ نیک اعمال میں ہی ہے خواہ انسان نے مر کر مٹی میں

سو جانا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ ایک دہریہ نے بحث کی اور کہا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا کیا ثبوت ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ ثبوت تو بڑے بڑے ہیں لیکن میں تمہیں ایک موٹی بات بتا دیتا ہوں۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ خدا کوئی نہیں اور میرا دعویٰ ہے کہ خدا ہے۔ میں اس کی کوئی دلیل نہیں دیتا کہ میں سچا ہوں اور تم سچے نہیں۔ فرض کرو میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو یا تم سچے ہو اور میں جھوٹا ہوں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوا اور تم سچے ہوئے تو میرا کیا حشر ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ خدا ہے اور تم کہتے ہو کہ خدا نہیں۔ اگر تمہاری بات سچی ہے اور خدا کوئی نہیں تو میرا حساب تو ہونا ہی نہیں۔ اگر میں مر گیا تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جس طرح تم مٹی ہو جاؤ گے اُسی طرح میں بھی مٹی ہو جاؤں گا۔ لیکن فرض کرو میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو اور میں یہ کہتا ہوں کہ خدا ہے تو اگر مرنے کے بعد میری بات سچی نکلی تو تمہیں جُوتے پڑیں گے یا نہیں؟ پس اگر تمہارا عقیدہ سچا ہے تو مجھے کوئی خطرہ نہیں اور اگر میرا عقیدہ سچا ہے تو پھر تمہارے لیے خطرہ ہے۔ اِسی طرح اگر تم مٹی میں مل جانے والے ہو، مرنے کے بعد تمہیں کوئی انعام نہیں ملے گا، کوئی نئی زندگی نہیں ملے گی تو کم سے کم ان نیکیوں کے نتیجہ میں دنیا کے لوگ تو تمہیں یاد کرتے رہیں گے کہ فلاں بڑا اچھا آدمی تھا۔ پس ان نیکیوں کے بجا لانے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں۔ لیکن اگر خدا نے حساب لینا ہے اور اگر مرنے کے بعد تم نے جنت یا دوزخ میں جانا ہے تو تم سوچو کہ اگر تم صرف منہ سے کہتے رہے لیکن عمل نہ کیا تو تم وہاں کیا کرو گے؟ قرآن کریم میں آتا ہے کہ مرنے کے بعد جب لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو وہ کہیں گے کہ کاش! ہمیں پھر دنیا میں واپس لوٹایا جائے تا کہ ہم نیک اعمال بجا لائیں۔ 2

پس ایک چیز جو روزانہ نظر آتی ہے کیوں انسان اُس کے متعلق غور نہیں کرتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ہر ایک نے ایک دن مرنا ہے۔ کوئی جوان ہو کر مرتا ہے کوئی بوڑھا ہو کر مرتا ہے، کوئی بچپن میں مر جاتا ہے اور پھر کوئی موٹر کے نیچے آ کر مرتا ہے، کوئی چھت کے نیچے آ کر مرتا ہے، کوئی بجلی لگنے سے مرتا ہے، کوئی ڈوب کر مرتا ہے، کوئی بیماری سے مرتا ہے۔ ایسا تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا جو مرتا نہیں۔ پس اگر وہ قربانی اور ایثار کرتا ہے اور خدا کوئی نہیں، حساب کوئی نہیں تو مرنے کے بعد اسے نقصان کچھ نہیں۔ اور اگر خدا ہے اور حساب ہے اور اُس نے

دنیا میں منہ سے تو باتیں کیں لیکن عمل نہیں کیا تو وہ مرنے کے بعد ضرور پکڑا جائے گا۔ یہ ایک اتنی موٹی چیز ہے کہ ہر ایک کو اس سے سبق لینا چاہیے اور نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتا تو پھر کوئی انسان اسے سمجھانے کی طاقت نہیں رکھتا"۔

(الفضل 9 ستمبر 1959ء)

1: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون:2)

2: وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ (فاطر:38)